عورت کے لئے اپنے فوت شدہ والدین کی جانب سے اعتکاف کرنے کا حکم؟

[الأردية – اُردو – Urdu]

فتوی: اسلام سوال وجواب

ترجمہ: اسلام سوال وجواب سائٹ

مراجعہ وتنسیق: اسلام ہاؤس ڈاٹ کام

هل يجوز للمرأة الاعتكاف عن والديها الأموات؟

فتوى: موقع الإسلام سؤال وجواب

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق:موقع دارالإسلام

عورت کے لئے اپنے فوت شدہ والدین کی جانب سے اعتکاف کرنے کا حکم؟

66998: کیا عورت کے لئے اپنے فوت شدہ والدین کی جانب سے اعتکاف کرنا جائز ہے؟

Published Date: 2007-10-01

جواب:

الحمدللہ:

بعض علماء کرام کسی بھی عبادت کو انجام دے کر اس کا ثواب فوت شدگان کو ہبہ کرنے کے جواز کے قائل ہیں، جبکہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ صرف وہی عبادات انجام دی جاسکتی ہیں جو دلیل کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

زندہ اشخاص کی جانب سے کون کون سی چیزیں میت کے لئے نفع بخش ہیں؟ اور کیا بدنی اور غیر بدنی عبادات میں کوئی فرق ہے؟

آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں، اور ہمارے لئے کوئی ایسا اصول اور قاعدہ بتلائیں تاکہ اس طرح کے مسائل میں مشکل پیش آنے کے وقت ہم اس کی طرف رجوع کرسکیں۔

شیخ حفظہ اللہ نے جواب دیا:

"زندہ اشخاص کی جانب سے میت کو وہ چیزیں نفع پہنچا سکتی ہیں جس کی کوئی دلیل ثابت ہو جیسے: اس کے لیے دعاء کرنا، اس کے لئے استغفار کرنا، میت کی جانب سے صدقہ وخیرات کرنا، اس کی طرف سے حج وعمرہ کرنا، اس کے ذمہ عائد قرض کی ادائیگی کرنا اور اس کی شرعی

وصیت کو نافذ کرنا وغیرہ...، ان ساری چیزوں کی مشروعیت پر دلائل موجود ہیں .

اور بعض علماء نے اس کے ساتھ ہر اس نیکی کے کام کو شامل کیا ہے جسے مسلمان شخص انجام دیتا ہے اوراس کے ثواب کو کسی زندہ یا مردہ شخص کو ہبہ کرتا ہے۔

لیکن صحیح بات یہی ہے کہ اسی چیز پر اکتفا کرنا چاہیے جس کے بارے میں دلیل وارد ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی تخصیص کرنے والا ہو گا:

﴿ وَأَنْ لَيْسَ لِلإِنْسَانِ إِلا مَا سَعَى ﴾[النجم:٣٩]

"اور انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کیا"۔[سورہ نجم:۳۹] واللہ اعلم "۔

دیکھیں: المنتقی (۲ / ۱٦۱)

اور جہاں تک والدین کی بات ہے: تو شریعت اسلامیہ نے اولاد کو والد کی کمائی قرار دیا ہے، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ : عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ ، أَوْ بَيْتًا لابْنِ

السَّبِيلِ بَنَاهُ ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ)

"مومن کی موت کے بعد اس کے اعمال اور نیکیوں میں سے جو اسے پہنچتا رہتا ہے وہ علم ہے جو اس نے کسی کو سکھایا ہو، یا نشر کیا ہو، اور نیک اور صالح اولاد چھوڑی ہو، اور قرآن وراثت میں چھوڑا ہو، یا مسجد بنائی ہو یا مسافروں کے لئے مسافر خانہ تعمیر کروایا ہو، یا نہر کھدوائی ہو، یا صحت اور تندرستی اور زندگی میں اپنے مال سے صدقہ وخیرات کیا ہو تو اس کی موت کے بعد بھی اس (کا ثواب) اس تک پہنچتا رہتا ہے"۔

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (۲۴۲)، صحیح ابن خزیمہ (۴/ ۱۲۱)،ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہاہےاور علامہ منذری و البانیؒ نے اسے حسن قرار دیاہے، جیسا کہ صحیح الترغیب(۱/ ۱۸)میں ہے۔

اور سنن ابن ماجہ کے حاشیہ پر علامہ سندھی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"صالح اولاد کے عمل اور تعلیم کو حسن یا نیکی شمار کیا گیا ہے کیونکہ والد ہی اولاد کے وجود اور اس کی اصلاح اور نیکی وہدایت کی طرف راہنمائی کا سبب ہے، جیسا کہ نفس عمل کو درج ذیل فرمان باری تعالیٰ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿ إِنَّه عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾[هود:٤٦]

"اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں" انتہی .

اور شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اولاد جو بھی نیک اور صالح اعمال کرتی ہے اس کا اجر وثواب والدین کو بھی ملتا ہے، اور دونوں میں سے کسی کے اجر وثواب میں کمی نہیں ہوتی؛ کیونکہ اولاد والدین کی کوشش اور کمائی کا نتیجہ ہے، اور پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾

”ہر انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی“[سورہ نجم : ۳۹]

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

”سب سے بہتر اور اچھی وہ چیز ہے جو آدمی اپنی کمائی سے کھاتا ہے اور یقینا بیٹا اس کی کمائی میں سے ہے“۔

اسے سنن اربعہ نے روایت کیا ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے شواہد کے ساتھ صحیح قرار دیا ہے“انتہی .

دیکھیں: احکام الجنائز(۱۲٦ - ۲۱۷)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

فوت شدہ یا زندہ والدین کے لئے کون کون سے اعمال نفع بخش ہیں؟

شیخ کا جواب تھا: وہ اعمال اس طرح سے ہیں:

"ان کی زندگی میں ان کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنا، اور قول و عمل میں ان سے احسان اور اچھا برتاؤ کرنا، اور ان کی رہائش و خرچ وغیرہ کی ضروریات پوری کرنا، ان دونوں کے ساتھ اچھی طرح کلام اور بات چیت کرنا، اور ہمیشہ ان کی خدمت بجا لانا؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ [الإسراء: ٢٣]

”اور تیرے رب کا فیصلہ ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو “۔[سورہ اسراء: ۲۳]

خاص طور سے جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو ان کی جتنی خدمت ہوسکے کی جائے .

اور ان کی موت کے بعد بھی ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کا برتاؤ باقی رہتا ہے، وہ اس طرح کہ ان کے لئے دعاء کی جائے، اور ان کی جانب سے صدقہ و خیرات اور

حج و عمرہ کیا جائے، اور ان کے ذمہ قرض کی ادائیگی کی جائے، اور ان کے رشتہ داروں اور دوست و احباب کے ساتھ اچھا برتاؤ اور صلہ رحمی کی جائے، اور ان کی جانب سے مشروع وصیت پر عمل کیا جائے" انتہی .

دیکھیں: المنتقی (۲ / ۱۶۲)

دوم :

رہا عورتوں کے متعلق اعتکاف کا مسئلہ تو اس کے بارے میں (درست) بات یہ ہے کہ :

اعتکاف مرد اور عورت دونوں کے لئے مستحب ہے، لیکن عورتوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اہل و

عیال یا خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف نہ کریں، اور ان کے اعتکاف کرنے میں کوئی فتنہ نہ ہو .

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں :

”پس عورت اس وقت اعتکاف میں بیٹھے گی جب اس کے اعتکاف کرنے میں کوئی فتنہ نہ ہو، اور اگر اس کے اعتکاف کرنے میں فتنہ ہو تو پھر اسے اعتکاف بیٹھنے نہیں دیا جائیگا؛ کیونکہ جب کسی مستحب چیز کے نتیجہ میں کوئی ممنوع چیز مرتب ہو تو اس سے رکنا واجب ہے، جس طرح کسی مباح چیز کے نتیجہ میں کوئی ممنوعہ چیز مرتب ہوتی ہو تو اس سے رکنا واجب ہے .

پس اگر ہم فرض کرلیں کہ جب عورت مسجد میں اعتکاف کرتی ہے تو وہاں فتنہ ہوتا ہے جیسا کہ مسجد حرام میں ہے، کیونکہ مسجد حرام میں عورتوں کے اعتکاف کے لئے کوئی مخصوص جگہ نہیں ہے، اور جب عورت اعتکاف کرے گی تو وہ ضرور سوئے گی، چاہے رات کو سوئے یا دن کے وقت، اور آنے جانے والے مردوں کے درمیان عورت کا سویا ہوا ہونا فتنہ ہے (تو ایسی صورت میں اس کا اعتکاف کرنا فتنہ ہوگا)۔

اور عورتوں کے لئے اعتکاف کی مشروعیت کی دلیل یہ ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازوجات مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی وفات کے

بعد بھی اعتکاف کرتی رہی ہیں، لیکن اگر فتنہ کا خدشہ ہو تو عورت کو اعتکاف کرنے سے منع کیا جائیگا؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے بھی کم چیز میں منع فرمایا ہے، چنانچہ (ایک مرتبہ) جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا تو ایک روز نکلے تو دیکھا کہ ایک خیمہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اور ایک خیمہ فلان عورت کا اور ایک خیمہ فلان عورت کا (مسجد نبوی میں) لگا ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا ان کا ارادہ نیکی کا ہے؟ "!

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب خیموں کو اکھاڑنے کا حکم دے دیا، اور اس سال خود بھی اعتکاف

نہیں کیا، بلکہ شوال کے مہینہ میں بطور قضاء اعتکاف کیا .
یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر عورت کے اعتکاف کرنے میں فتنہ ہو تو بالاولیٰ اسے منع کیا جائیگا" انتہی .

دیکھیں: الشرح الممتع (٦ / ٥١٠)

خلاصہ یہ کہ :

انسان موت آنے سے قبل اپنے لئے زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کرے، کیونکہ موت کے بعد اس کے اعمال منقطع ہو جائیں گے، اور ان اعمال کے اجر وثواب میں سے اس کے والدین کو حصہ ملے گا، لیکن اس کے اولاد کے اجر وثواب میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی۔

اور اعتکاف بھی اعمال صالحہ میں سے ہے، اور عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اعتکاف اس طرح کرے جو شرعی قواعد و ضوابط کے مطابق ہو، جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی کلام میں بیان ہوا ہے .

واللہ اعلم .

اسلام سوال وجواب

(محتاج دعا: عزیز الرحمن ضیاء اللہ سنابلی azeez90@gmail.com)

IslamHouse.com